DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950

دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی

حوالہ نمبر: 17954/44	فتویٰ نمبر: 79645/62	سائل: فاروق حسنین	مجیب: عبداللہ ولی
مفتی: مفتی محمد	مفتی: محمد حسین خلیل خیل	مفتی: سید عابد شاہ	
کتاب: نکاح کا بیان	باب: جہیز، مہر اور گھریلو سامان کا بیان		تاریخ: 22-02-2023

والد کا بیٹے کے نکاح میں اپنا آدھا گھر بطورِ مہر لکھوانے کا حکم

ایک والد نے خود اپنے بیٹے کے نکاح کے موقع پر لڑکی (بہو) کے نام مہر میں اپنا آدھا گھر لکھوایا۔ نکاح اور رخصتی ہوگئی، ان دونوں کا ایک بچہ بھی ہوا، لیکن لڑکی کو آدھے گھر کا قبضہ نہیں دیا گیا، بلکہ سب (خود والد، یہ بیٹا جس کی بیوی کے مہر میں آدھا مکان لکھا تھا، ایک اور بیٹا اور دو بیٹیاں) اس گھر میں رہتے رہے۔ اس کے بعد لڑکے نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، جب لڑکے نے طلاق دی تو اس کے والد صاحب ابھی زندہ تھے۔ لڑکی والوں نے آدھا گھر مانگا تو لڑکے والوں نے عدالت میں کیس شروع کیا، لیکن فیصلہ لڑکی کے حق میں آیا، جب تینوں دفعہ فیصلہ لڑکی کے حق میں ہوا تو لڑکے نے اپنی مطلقہ بیوی کو آدھے مکان کی قیمت دیدی۔ جب یہ عدالتی فیصلہ آیا تو اس وقت لڑکے کے والد صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ آدھا گھر کس کا ہوگا؟ کیا اس میں اس لڑکے کے دوسرے بہن بھائیوں اور والدہ کا حصۂ میراث ہوگا یا نہیں؟ وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے یہ گھر خریدا ہے، والد صاحب کے باقی ورثا یہ تو مانتے ہیں کہ لڑکی کو آدھے گھر کی قیمت آپ نے دی ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ طلاق دے کر نقصان بھی آپ نے کیا ہے تو یہ آدھا گھر آپ کا کیسے ہوگیا؟ ان میں سے کس کی بات درست ہے؟

<u>وضاحت:</u> سائل سے نکاح نامہ اور مذکورہ عدالتی فیصلہ کی کاپی مانگی گئی تو اس نے بتایا کہ وہ دونوں مذکورہ لڑکے (سائل کے چچا) کے پاس ہیں، اس سے ہمارا رابطہ نہیں، نہ ہی وہ اس سلسلے میں تعاون کے لیے تیار ہے، اس لیے یہ دونوں چیزیں ہم فراہم نہیں کرسکتے۔ یہ آدھا گھر مہر میں لکھوانے کا پسِ منظر یہ تھا کہ مہر رقم کی شکل میں طے ہوا تھا، بعد میں لڑکی والوں کو لڑکے کے بارے میں کچھ باتیں پہنچیں تو لڑکی کے والد نے نکاح کی مجلس میں کہا کہ اگر آپ کا لڑکا طلاق دے گا تو آپ آدھا گھر لڑکی کو بطورِ مہر دیں گے، اگر یہ شرط منظور ہے تو نکاح ہوگا، ورنہ نہیں، اس پر لڑکے کا والد راضی ہوگیا اور انہوں نے اپنا آدھا مکان لکھوالیا۔ جس لڑکے کا نکاح ہو رہا تھا (سائل کے چچا) اس کو اور اس کے بھائی (سائل کے والد) کو نکاح کے بعد اس بات کا پتا چلا کہ ہمارے والد نے آدھا مکان اس طرح بطورِ مہر لکھوایا ہے، یعنی والد نے لڑکے سے پوچھ کر یا اس کے کہنے پر اپنا آدھا مکان نہیں لکھوایا تھا۔ نکاح نامہ میں یہ آدھا گھر لکھواتے وقت والد

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

صاحب صحت مند تھے، مرض الموت میں نہیں تھے، اور لڑکا (جس کا نکاح ہو رہا تھا) بالغ تھا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

صورتِ مسئولہ میں جب اصل مہر رقم کی شکل میں طے ہوا تھا، بعد میں لڑکی والوں نے طلاق کی صورت میں آدھا گھر بھی لڑکی کو بطورِ مہر دینے کا مطالبہ کیا اور لڑکے کے والد نے ان کی یہ شرط لڑکے سے مشورہ اور اس کو بتائے بغیر مان لی اور اپنا آدھا گھر لکھوالیا تو یہ اس نے خود ضمان قبول کیا، یعنی ذمہ داری اپنے اوپر ڈال دی؛ لہٰذا اب اگر عدالت کے فیصلے کے بعد لڑکے نے لڑکی کو اس آدھے گھر کی قیمت اپنی جیب سے دی ہے تو یہ آدھا گھر صرف اسی لڑکے کا سمجھا جائے گا، باقی آدھا گھر تمام ورثا میں تقسیم ہوگا جس میں اس لڑکے کو بھی اپنا شرعی حصہ ملے گا۔

البحر الرائق، ط:دار الكتب العلمية (305/3):

قوله (وصح ضمان الولي المهر) لأنه من أهل الالتزام، وقد أضافه إلى ما يقبله فيصح، والمراد به أنه في الصحة، أما في مرض الموت فلا؛ لأنه تبرع لوارثه في مرض موته، وكذلك كل دين ضمنه عن وارثه أو لوارثه، كما في الذخيرة..... وأطلق في الولي، فشمل ولي المرأة وولي الزوج الصغيرين والكبيرين. أما ولي الزوج الكبير فهو وكيل عنه كالأجنبي، وولايته عليه ولاية استحباب، وحكم ضمان مهره كحكم ضمان الأجنبي، فإن ضمن عنه بإذنه رجع، وإلا فلا، كما في فتح القدير......الخ

وفي البزازية: إذا أعطى الأب أرضا في مهر امرأته، ثم مات الأب قبل قبض المرأة، لا تكون الأرض لها؛ لأنها هبة من الأب، لم تتم بالتسليم. فإن ضمن المهر، وأدى الأرض عنه، ثم مات قبل التسليم، كانت الأرض للمرأة؛ لأنه بيع، فلا يبطل بالموت.

رد المحتار (143/3):

فرع: في الفيض: ولو أعطى ضيعة بمهر امرأة ابنه، ولم تقبضها حتى مات الأب، فباعتها المرأة، لم يصح، إلا إذا ضمن الأب المهر، ثم أعطى الضيعة به، فحينئذ لا حاجة إلى القبض.

تقريرات الرافعي (198/3):

(قوله فرع: في الفيض: ولو أعطى ضيعة بمهر الخ) ذكر هذا الفرع في البزازية، ونقله في البحر عنها، وعبارتها: إذا أعطى الأب أرضا لمهر امرأة ابنه، ولم تقبض المرأة حتى مات الأب، لا تملك القبض، وإن كان ضمن المهر والمسألة بحالها، ملكت القبض بعد الموت؛ لأن الهبة لا تتم بلا قبض، وفيما إذا ضمن بيع، فلا يبطل بالموت. اه.

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن

الفتاوى البزازية على هامش الهندية (123/4):

إذا أعطى الأب أرضاً لمهر امرأة ابنه، ولم تقبض المرأة حتى مات الأب، لا تملك القبض، وإن كان ضمن المهر والمسألة بحالها، ملكت القبض بعد الموت؛ لأن الهبة لا تتم بلا قبض، وفيما إذا ضمن بقي، فلا يبطل بالموت.

واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم
عبد اللہ ولی غفر اللہ لہ
دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی
1 / شعبان المعظم / 1444ھ

الجواب صحیح
الجواب صحیح
دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی

الجواب صحیح
۲/ شعبان ۱۴۴۴ھ

دار الافتاء جامعۃ الرشید
احسن آباد کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان
رمضان ۱۳۸۳ھ
فتویٰ نمبر:

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

17954/44
31/12/22

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دارالافتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ میں:

جب والد نے خود اپنے بیٹے کے نکاح کے موقع پر لڑکی کے نام بطور حق مہر میں آدھا گھر لکھ دیں اور اُس کے بعد لڑکا نے اپنی بیوی کو طلاق دیں دی، تو شرعًا آدھا مکان لڑکی کا ہوگیا لیکن لڑکے والوں کی طرف سے کیس شروع ہوگیا اور کیس تقریبًا تین دفعہ فیصلہ لڑکی کے حق میں ہوا تو پھر لڑکا والوں نے آدھا مکان کی قیمت دی۔

سوال یہ ہیکہ اس لڑکا کے جو دوسرے بہن بھائی اور ماں ہے کیا ان کے حصہ میں وارثت بن جائی گی گیا؟ اور لڑکا بولتا ہیکہ میں نے یہ گھر خریدا ہے، تو اس کا یہ قول معتبر ہے یا نہیں؟ (اور ان کے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے)۔
اس آدھا گھر کے بارے میں (جو نکاح میں لکھا گیا تھا) سوال ہے اور اس کی کیا تقسیم ہوگی،

(مفتیان کرام سے گزارش ہیکہ اس مسئلہ مکمل وضاحت فرمادیں)۔

تنقیح:-
سائل نے زبانی بتایا کہ:
① اس لڑکے اور لڑکی کے درمیان دخول ہوچکا تھا، ایک بچہ بھی ہوا تھا۔
② لڑکی کے نام جو آدھا گھر والد نے لکھا تھا اس گھر میں وہ سب رہ رہے تھے، لڑکی کو اس آدھے گھر کا قبضہ نہیں دیا تھا۔ لڑکی کو طلاق لڑکے کے والد صاحب کی زندگی میں ہوگئی تھی البتہ عدالتی فیصلہ والد کے انتقال کے بعد آیا تھا۔
③ لڑکی کے حق میں فیصلہ ہونے کے بعد لڑکی کو آدھے گھر کی قیمت اس لڑکے یعنی شوہر نے اپنی جیب سے دی ہے، اس لیے وہ کہتا ہے کہ آدھا گھر میں نے اس سے خریدا ہے، یہ میرا ہے۔ باقی ورثاء ان کی بات کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ یہ طلاق دی ہے تو آپ نے نقصان کیا ہے

السائل: فاروق حسین
0309-2178379